© rasailojaraid.com

ڈاکٹر امین اللہ وثیر

کویت کی ادبی محفلیں

(۲)

خدمت منذ الصبا الآداب بينكم — حتى أتى لقواي الشيب قماعا

لكن شعوحتى عن حمل أثر متها — ضاقت فأسمعتكم شكواي ملتاعا

(ترجمہ) میں نے تمھارے درمیان آغازِ جوانی ہی سے علم و ادب کی خدمت انجام دی ہے۔ حتیٰ کہ بڑھاپا اندھا بن کر میرے قویٰ پر چھا گیا۔ لیکن اب میرا بڑھاپا مصائب و آلام کا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہو گیا ہے اور میں شکستہ دل ہو کر تمھیں اپنی شکایت بھری داستاں سنا رہا ہوں۔

صقر کو اپنے مکفوف البصر ہونے کا بڑا احساس تھا، وہ عام طور پر گھر سے باہر نکلنے سے اجتناب کیا کرتا تھا۔ زندگی کے آخری بیس سالوں میں تو وہ حقیقتاً معاشرے سے کٹ کر رہ گیا تھا اور بالکل خلوت کی زندگی گزارنے کا عادی بن گیا تھا۔ اس زمانے کے کویت میں ابھی نئی تہذیب و تمدّن کی سہولتیں پوری طرح موجود نہیں تھیں اور جدید معاشرت کا ابھی آغاز ہی ہو رہا تھا۔ گلیاں تنگ تھیں اور ان میں نالیاں جا بجا بکھری پڑی تھیں۔ ہر قدم پر اس محروم بصارت شاعر کو ٹھوکر کھانے کا خدشہ لگا رہتا تھا اس زندگی کا ایک نقشہ وہ خود پیش کرتا ہے جس کا مرثیے کا سا انداز ہے

ولكنني ما سرت وحدي مرة — نحان ولم تجرح جبيني يد الجدر

فحتى اذا ابصرني دون قائد — تحدرن لتطيم الصبر عني الى خلز

وليس لعكازي وان طال من غنى — تجاه صحيح الجدر أو ابصل الحشر

فأبقى تويد اللب حتى يتاح لي — كريم عن الاسعاف ليس بمزدري

(ترجمہ) کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ میں تنہا باہر گیا ہوں۔ اور جب واپس لوٹا تو دیوار کے ہاتھ نے میری پیشانی کو زخمی نہ کر دیا ہو۔ گویا کہ کویت کی دیواریں جب بھی مجھے بغیر کسی رہبر کے دیکھتی ہیں تو میرے صبر و قرار کی نظم کو نثر ... ہے لیکن مضبوط دیواروں کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملے میں وہ یا میری دستی انگلیاں فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ پھر میں مخبوط الحواس ہو جاتا ہوں حتیٰ کہ مجھے کوئی ایسا شریف النفس مددگار مل جائے جو بخشکا سنبھالا نہ ہو۔

فأدى الى بيتي وثوبي لا ستري به او جسمي موضحا غير مغبّر

فما الضرير من فراق مكانه من الريح الا ما يقل عن الخسر

وما رقّت الجدران يوماً لحالتي وهل رقّة للطين ترجى أو الحجر

(ترجمہ) پھر میں اپنے گھر میں پناہ لیتا ہوں اور میری حالت یہ ہوتی ہے کہ میرے لباس اور میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جو غبار آلودہ نہ ہو (سچی بات تو یہ ہے کہ) بینائی سے محروم انسان کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلنے میں قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دیواروں نے کبھی میری حالت پر رحم نہ کھایا۔ کیا مٹی اور پتھر سے رحم و کرم کی امید بھی کی جا سکتی ہے؟

ایک اور نظم میں کہتا ہے:-

لزوم البيت للاعمى سبيلٌ الى راحاته والى السلامه

فلا يسرح ضريرٌ من ذراه فغايه مسرح الاعمى ندامه

(ترجمہ) محروم البصارت انسان کے لیے راحت اور سلامتی کا یہی طریقہ ہے کہ وہ گھر میں بیٹھ رہنے کو اپنے اوپر لازم قرار دے لے۔ جب بھی کوئی نابینا اپنی سکونت گاہ سے باہر نکلتا ہے تو اس کا انجام محض ندامت ہی ہوتا ہے۔

لوگوں سے الگ تھلگ رہنے کے سلسلے میں کہتا ہے:-

ولم أر بأساً في لزومي منزلي وان كنت فيه كالسجين أخي الغلّ

ولا غرو اذ بارحت بيتي سالما وعدت جريح الرجل منقطع النعل

اذا خرج الاعمى لغير ضرورة بلا قائدٍ من بيته فهو ذو جهل

(ترجمہ) میں گھر میں تنہا بیٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ اگرچہ میں اس قیدی کی طرح ہوں جس کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ میں گھر سے صحیح سالم باہر نکلوں اور جب واپس لوٹوں تو میرے پاؤں زخمی ہو رہے ہوں اور میرا جوتا ٹوٹا ہوا ہو۔ اگر کوئی اندھا کسی رہنما کے بغیر گھر سے باہر نکلتا ہے تو وہ جاہل ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن اس کے سامنے تاریخ کے بعض ایسے عظیم لوگ بھی موجود ہیں جو محرومئ بصارت کے باوجود زندگی میں کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے اور جنھیں نہ صرف ان کے اپنے معاشرے نے عزت و احترام سے قبول کیا، بلکہ جن کے کارنامے آج بھی صفحۂ روزگار پر تابندہ و درخشاں ہیں۔

یمزقنی انحطاط العمی حزناً — وحظهم علی العلیا قدیر
وفی درس العلوم لهم محلٌ — تنزلوا فجلت فیه البدور
لهومیروس فی الیونان فضلٌ — یفاخر منهم فیه الفخور
وطٰه قد بنی مجداً رفیعاً — له بین الوری شانٌ خطیر
وفی هٰذین أسوة کل أعمی — لبیب. قلبه قلب کبیر

(ترجمہ) اندھے پن کا انحطاط مجھے غم و حزن کی وجہ سے پراگندہ خاطر کیے ہوئے ہے حالانکہ بہت سے ایسے مکفوف البصر انسان گزرے ہیں جو سب بلندیوں پر قادر تھے، تدریس و تعلیم میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ چودھویں کے چاند بھی تمنا کرتے ہیں کہ وہ اس مقام پر طلوع ہوتے۔
یونانیوں میں ہومر کو خاص فضیلت حاصل ہے جس پر فخر کرنے والے فخر کرتے ہیں۔ طٰہٰ حسین نے بھی ایک بلند و بالا شرف و مجد کی بنیاد رکھی۔ اہل دنیا میں اس کی ایک نرالی شان ہے۔ ان دونوں میں ہر دانا، نابینا کے لیے جس کا دل بڑا ہو ایک نمونہ اور مثال ہے۔
دنیا اور دنیا والوں سے صقر کو بڑی شکایت ہے۔ وہ سچی بات کہنے کا عادی ہے گو اسے معلوم ہے کہ سچ بہت کم گوارا کیا جاتا ہے۔

وکم لی فی الکویت اولی عداء — بلا ذنبٍ صغیراً أو کبیر
سوی أنی صریح القول حرٌ — یترجم مقولی ما فی ضمیری

(ترجمہ) کویت میں میرے کتنے ہی دشمن ہیں حالانکہ میں نے ان کا کوئی نقصان نہیں کیا۔ نہ چھوٹا نہ بڑا۔ سوائے اس کے کہ میں ہمیشہ سچی بات کہنے والا آزاد طبع انسان ہوں جو کچھ میرے دل میں ہوتا ہے، زبان اس کی ترجمان بن جاتی ہے۔

قالوا اعتزلت الناس قلت لانّهم — جرّوا علی المخزیات صفوفا
لولا ما نطق البریة لم یکن — قلبی لذبان الهموم خروفا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ترجمہ) مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تو نے لوگوں سے میل جول کیوں ترک کر دیا؟ میں نے کہا اس لیے کہ غموں نے مجھے ہر طرح طرح کے غم و الم گھائل کیے ہیں اگر دنیا سے میرا میل ملاپ نہ ہوتا تو میرا دل غموں کے بھیڑیوں کے سامنے بھیڑ کا بچہ نہ بن جاتا۔

صقر عزتِ نفس کو ہر حال میں نظر رکھتا ہے۔ وہ ایک مردِ قلندر ہے جو ساری دنیا کو اپنے حقارت سے ٹھکرا سکتا ہے۔

ولمّا لم اجد فی النّاس حُـرّاً یعین علی ملمّات الامور

نبذت النّاس ظهریاً ورائی ونادیت المنونَ اَلا فزوری

فمثلی مالـه فی العیش خیرٌ وهل فی العیش خیر للفقیر

ولکنّی سُمّیت صقـراً وهل ابصرت ذلّاً فی الصقور

(ترجمہ) جب میں نے دنیا میں کوئی ایسا انسان نہ پایا جو مصائب و آلام میں میری مدد کر سکے تو اس نے لوگوں کو پشت پیچھے پھینک دیا اور موت کو آواز دی کہ وہ میرا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ میرے جیسے شخص کے لیے زندگی میں کوئی بھلائی نہیں اور زندگی میں ایک فقیر کے لیے بھلائی ہو بھی کیا سکتی ہے۔ لیکن چونکہ میرا نام صقر (شاہین) مشہور ہے (اس لیے ذلیل و خوار نہیں ہوں گا) اور میں نے شاہین کو ذلیل و خوار ہوتے کبھی نہیں دیکھا۔

ایک مجبور و مقہور انسان کی حیثیت سے وہ دنیا والوں سے رحم و کرم کا طالب بھی ہے :-

لکل سهام موجعة فؤادی اراه بینکم اضحی نبیثا

ومالی من مغیث حین ادعو واجهر بالدعاء الآ مغیثا

کانّی بینکم ذئبٌ خبیثٌ ومن ذا یرحم الذئب الخبیثا

(ترجمہ) ہر وہ تیر جو میرے دل کو دردمند بنا سکتا ہے وہ تمہاری ہی طرف سے نشانہ بن کر آتا ہے اور جب میں پکار پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی میری دست گیری کرنے والا ہے تو کوئی میری مدد کے لیے نہیں بڑھتا۔ گویا میں تمہارے درمیان ایک بدفطرت بھیڑیا ہوں اور کون ہے جو بدفطرت بھیڑیے پر رحم کھائے۔

کبھی کبھی اُسے اپنی تنہائی کا احساس [illegible] تو وہ اپنی ذات کو دنیا میں بےکار محض سمجھنے لگتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الی اللہ اشکو انّنی فی معاشرٍ ... یرونی من الاعسار کالواو فی عمرو

(ترجمہ) میں اللہ ہی سے شکوہ کناں ہوں کہ میں ایک ایسے معاشرے میں رہ رہا ہوں جو مجھے بوجہ تنگدستی ایسا ناکارہ سمجھتا ہے جیسے عمرو میں واؤ۔

جیسا کہ آپ نے دیکھا صقر الشبیب ایک حساس فطرت کا مالک انسان ہے اس لیے اس کے ہاں جذبۂ محبت کا پایا جانا بھی کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اس کے کلام میں غزلیہ اشعار کی بھی کمی نہیں۔ اسے قدما کے بے شمار اشعار نوکِ زبان تھے اور وہ ان سے متاثر بھی ہوا چنانچہ وہ غزل گوئی میں بھی قدما ہی کا مقلد تھا۔

بشار بن بُرد بھی نعمت بصارت سے محروم تھا وہ حسین چیزوں کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا لیکن اس کے کان حسنِ صوت سے پوری طرح لذت آشنا تھے اور اسی سبب سے اس نے کہا تھا کہ ایک ہستی سے اس کے کانوں کو عشق ہو گیا ہے۔

یا قوم اذنی لبعض الحیّ عاشقۃ ... والاذن تعشق قبل العین احیانا

(ترجمہ) لوگو! میرے کان کو قبیلے کی کسی لڑکی سے عشق ہو گیا ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کان آنکھ سے پہلے صید محبت بنا۔

صقر کہتا ہے:-

لا تقلْ انّی لاعمی صبوۃٌ ... اُذنی عینی، وھل ثم التباس

(ترجمہ) مت کہہ کہ محروم بصارت گرفتار محبت کیونکر ہو سکتا ہے۔ میرا کان میری آنکھ ہے۔ اور اس میں شک وشبہ کی کیا بات ہے

تلوت بعینی سمعی صورۃ المھا ... بلفظ له منه تکوّن عقدہ

فآمن قلبی انه اوحد الظبا ... جمالاً وان قد عزّ فیھن ندّہ

تواصل منه الوصل لی قبل علمه ... بانّی علی حکم الصبابۃ عبدہٗ

(ترجمہ) میں نے نیلگائے کا تصور جمایا، بجائے آنکھوں کے اپنے کانوں کی وساطت سے، ان الفاظ کی بدولت جن کی بنا پر اس کی صورت خیال میرے ذہن میں جم گئی ہے، تو میرا دل اس بات پر ایمان لے آیا کہ وہ سب سے مثالی ہرنی ہے حسن وجمال میں، اور یہ کہ ہرنیوں میں اس کی اور کوئی نظیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں ہے۔ مجھے اُس کا وصل نصیب ہوتا رہا اس کے اس بات کے جاننے سے پہلے کہ میں عشق و محبت کی وجہ سے اُس کا غلام ہوں۔

قدیم عرب شعرا کی طرح صقر الشبیب کے غزلیہ کلام میں بھی ایک جیتی جاگتی محبوبہ کا حسین تصور ہر وقت نگاہوں کے سامنے گھومتا رہتا ہے۔ اس حسین شخصیت کا نام اُس نے "زینب" رکھا۔

أذابَ فؤادي منكِ هذا التجنّبُ ۔۔۔ فبات دماً من مقلتيّ يَتصبّبُ

فان كان لي ذنبٌ إليكِ جنيتُه ۔۔۔ على غير عمدٍ فاغفري الذنبَ زينبُ

الى كم أقاسي من جفائكِ حسرةً ۔۔۔ بها بين أحشائي وقلبي تلهّبُ

(ترجمہ) تیرے اس تغافل نے میرے دل کو پگھلا ڈالا۔ اور وہ خون بن کر میری آنکھوں سے بہہ پڑا۔ اے زینب! اگر میری طرف سے غیر ارادی طور پر کسی خطا کا ارتکاب ہوا ہے تو تُو مجھے معاف کر دے۔ میں کب تک تیری جفاؤں کا نشانہ بنا رہوں گا۔ ایک حسرت میرے قلب و جگر میں ہر وقت شعلہ زن رہتی ہے۔

عذلوني على انتقاعي مع الحب ۔۔۔ كأني اندفعت معه اختيارا

جهل العاذلون أني آسبٌ ۔۔۔ من غرامي مالي انطرحتُ اضطرارا

ثم عادوا باليأس من أن يَروا لي ۔۔۔ عن حبيبي تسلّياً واصطبارا

يئس العاذلون مني فقالوا ۔۔۔ لوم هذا الفتى غدا لا خسارا

(ترجمہ) انھوں نے مجھے محبت ہونے پر مجھے ملامت کی گویا کہ یہ مبتلا ہونا میرے اپنے اختیار میں تھا۔ یہ ملامت کرنے والوں کی کم فہمی ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میں محبت سے باز آ جاؤں گا کیونکہ یہ سب کچھ تو مجھ سے اضطراری طور پر ہو رہا ہے۔ پھر وہ سب اس بات سے مایوس ہو کر لوٹ گئے کہ میری طرف سے محبوب کی جدائی پر صبر و قرار کا مظاہرہ کر سکیں گے۔ ملامت کرنے والے میری طرف سے نا امید ہو گئے اور کہنے لگے۔ یہ نوجوان قابلِ ملامت ہے۔ اسے ہم سراسر نقصان میں دیکھ رہے ہیں۔

صقر کی شاعری میں اتحادِ عرب کی دعوت بھی ملتی ہے۔ اس کی تمنا تھی کہ مختلف خطوں میں پھیلے ہوئے عرب ایک جسم بن جائیں تاکہ اپنے شاندار ماضی کو از سرِ نو تعمیر کر سکیں۔ فلسطین کے بارے میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس نے بہت سے قصائد لکھے جن میں قضیۂ فلسطین کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا اور عربوں کے اس قدیم وطن کو غیروں کے چنگل سے نکال لینے کے لیے ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لانے کی ترغیب دی۔ صقر نماز کا پابند تھا اور رمضان میں روزے رکھتا تھا۔ وہ ایک سیدھا سادا مسلمان تھا مگر زمانے کی روش کے مطابق اس پر بھی الحاد و زندقہ کا الزام لگایا گیا۔ بعض لوگوں نے اس کی شمع حیات بجھا دینے کا پروگرام بنایا۔ صقر نے اپنے ایک قصیدے میں اپنے اوپر لگائے گئے تمام الزامات کی تردید کی اور اس بات کا برملا اعلان کیا کہ وہ دینِ اسلام پر ہمیشہ مضبوطی سے قائم رہا ہے۔

"شاعر الکویت" صقر بن سالم الشبیب نے ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۱ راگست ۱۹۶۳ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ جس وقت اس نے جانِ عزیز، جانِ آفریں کے سپرد کی وہ اپنے مقبرے جیسے میں تن تنہا تھا اور زندگی کے آخری لمحات میں بھی کوئی شخص اس کے پاس موجود نہیں تھا اس نے زندگی میں ہی اپنے بارے میں کہہ دیا تھا۔

فصرت بحیث لا زیدٌ یرانی   ولا عمروٌ الی یوم الحمام

عسی ان یستتب بہ صفائی   واحظی من سکونی بالمرام

(ترجمہ: جب میں نے سفرِ آخرت کا آغاز کیا تو نہ مجھے زید دیکھ رہا تھا نہ عمرو۔ شاید اس طرح صفائے باطنی تکمیل کو پہنچ جائے اور میں اپنے مقصد — سکون و اطمینان — کو پوری طرح حاصل کر سکوں۔

یقین ہے کہ اس نے مرنے کے بعد اپنے تمام احباب اور دوستوں کو معاف کر دیا ہوگا۔ کیونکہ وہ زندگی میں اس بات کا قائل تھا کہ محبت دوستوں کے عیوب پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

حبّ الفتی للفتی مُسبلٌ   علی ما بہ من عیوب غطا

عبداللطیف بن ابراہیم آل نصف

کویت کے بعض دیگر شعرا کے کلام کا نمونہ پیشِ خدمت ہے۔ عبداللطیف بن ابراہیم بھی مشہور شاعر ہیں۔ انھوں نے نامور مجاہد محمد بن عبدالکریم کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ لکھا ہے جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أریٰ الشرق بالاغلال یرسف باکیاً … علی حین بات الغرب جذلان یبسم
خنانیکم یاساسة الغرب حسبکم … فیاطالما اجرمتمو او ظلمتموا
ملکنا فواسینا کمر بنفوسنا … فهلا فعلتم مثل ذا اذملکتم
تخلوا عن الریف العزیز لأهله … وعودوا الی اوطانکم فهو اسلم
طلعت نظنوا فی ثیابک طارقاً … وذکرتهم ایام طارق فیهم
فقد علمت مدرید انک فاتح … وقد شهدت باریس انک ضیغم
فقح فیهم السیف الذی انت حامل … وعلمهم فی الحروب مالم یعلموا
تدک الجبال الشم وهی منیعة … وتحصد جمع الجیش وهو عرمرم

(ترجمہ) میں دیکھ رہا ہوں کہ مشرق پابزنجیر ماتم کناں ہیں جب کہ مغرب خوش و خرم قہقہے لگا رہا ہے میں رحم کا ملتجی ہوں۔ اے مغرب کے رہنماؤ! تم نے بہت جرم کیے ہیں اور بڑے بڑے ظلم توڑے ہیں اب بس کر دو —— جب ہم تم پر حکمران تھے تو ہم نے تمہارے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا تھا۔ لیکن جاؤ جب تم حکمران ہوئے تو تم نے بھی ہمارے جیسے اخلاق کریمانہ کو کیوں اختیار نہ کیا۔ ہمارے محبوب سبزہ زاروں کو ان کے مالکوں کے لیے چھوڑ دو اور اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ۔ یہی بات صحیح اور درست ہے —— اے عبدالکریم! میڈرڈ جانتا ہے کہ تو ہی فاتح ہے اور پیرس گواہی دیتا ہے کہ تو ہی شیر ہے —— تو ذرا انھیں اپنی تلوار کے جوہر دکھا۔ اور جنگ کے متعلق جو کچھ وہ نہیں جانتے اس کا سبق انھیں سکھلا۔ تو بلند و بالا پہاڑوں کو گرا دیتا ہے اور لشکر جرار کو تہ تیغ کر دیتا ہے۔

اہل وطن سے خطاب، عبداللطیف کی ایک اور مشہور نظم ہے جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

أیرجی لهم خیر و جهلهم … لا الغضب الیوم من حق اذا هضما
هیهات یقبل حر ان یضام وهل … بالضیم یرضی حر فی العلا قدما
ویح الکویت و ویح الساکنین بها … ان لم یثیروا او ینفوا منهم الما
لاح الأدیب بها حیران مضطهدا … وذل اهلها وعند الجهل محترما
أطلقتم یدکم فی هدم مجدکم … لله مجد بلا هام له هدما

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ترجمہ) جہاں سے کسی بھلائی کی توقع کی جا سکتی ہے حالانکہ اس کی نادانی و جہالت کی یہ حالت ہے کہ اگر ان کا کوئی حق غصب کر لیا جائے تو اس پر بھی انھیں غصہ نہیں آتا۔ افسوس کہ کوئی آزاد فطرت انسان اس بات کو قبول کر لے کہ اس پر ظلم کیا جائے اور کیا ظلم کی موجودگی میں کوئی آزاد انسان بلندیوں پر قدم جما سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ کویت اور اہل کویت پر اگر وہ برانگیختہ نہ ہوں اور اپنی ہمتوں کو نہ ابھاریں۔ ادیب یہاں حیران اور پریشان اور مجبور ہو کر رہ گیا ہے، ہائے افسوس! کہ جاہل قابل احترام شخصیت کا مالک ہے تم نے اپنے مجد و شرف کی عمارت کو گرانے کے لیے دونوں ہاتھ آزاد چھوڑ دیے ہیں۔ افسوس ہے اس مجد و شرف پر جس کا کوئی حامی نہ اٹھا اور اسے گرا دیا گیا۔

عبداللطیف نے علامہ محمود شکری آلوسی کا مرثیہ بھی لکھا جو بہت مقبول ہوا۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں :۔

رویدك یا هذا الزمان فانني	أراك لعمري للكرام معاديا
علام وحتی لست تنفك دائبا	تدير لنا كأس المصائب ساقيا
أعزيك بغداد بشكري فقد مضى	تقياً نقياً طاهر الثوب صافيا
لقد وهى الإسلام يوم وفاته	بما لو أصاب الدهر أصبح جاثيا
بكى المسجد الأقصى عليه بعبرة	وأضحى له البيت الحرام مجاريا
وأست دموع الرافدين سواكبا	عليه وبات النيل بالمدمع جاريا

(ترجمہ) اے زمانے! ذرا آہستہ خرامی سے کام لے۔ میری زندگی کی قسم۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو معزز لوگوں کا دشمن ہے۔ آخر کب تک تیری یہی عادت رہے گی اور کب تک تو ہمیں مصائب و آلام کے پیالے پلاتا رہے گا، اے بغداد! علامہ شکری کی موت سے تجھ پر ایک بہت بڑی مصیبت آ پڑی ہے۔ کیونکہ آج ایک متقی، پاکیزہ صفات، پاکیزہ خصائل انسان چل بسا ہے۔ اس کی وفات کے دن اسلام کو ایک اتنی بڑی مصیبت سے دوچار ہونا پڑا ہے کہ اگر وہ آفت زمانے پر ٹوٹ پڑتی تو وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا۔ مسجد اقصیٰ اس کے لیے رو پڑی اور مسجد حرام بھی اس کی موافقت کر رہی ہے اور دجلہ و فرات اس کے لیے آنسو بہانے لگے اور دریائے نیل کی آنکھیں بھی اشک بار ہو گئیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فراقِ دوست

أرى ساعة التفريق والبين قد دنت
وصبري والسلوى آذنا ببعاد

قفوا قبل توديعي لكم لأبثكم
لواعج شوق خامرت بفؤادي

فإني إذا ودعتكم لمودعٌ
بتوديعكم عيشي وطيب رقادي

(ترجمہ) میں دیکھ رہا ہوں کہ جدائی کی گھڑی قریب آگئی ہے اور میرا صبر و قرار مجھ سے چھن گیا ہے ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ الوداع کہنے سے پہلے میں تمہیں اس سوزِ عشق سے آگاہ کر سکوں جو میرے دل کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یقین کرو کہ تمہیں الوداع کہہ کر گویا میں اپنی زندگی اور خوشحالی کو رخصت کر رہا ہوں۔

وعظ و ارشاد

لا تحسبن بخيل القوم سيدهم
إن سيدهم من يبذل النشبا

ما المال إن لم يشد ذكراً لصاحبه
سوى وبال عليه يجلب الحربا

(ترجمہ) کسی بخیل شخص کو قوم کا آقا نہ سمجھو بلکہ سردارِ قوم وہ ہے جو اپنا مال و دولت خرچ کرتا ہے وہ مال جو اپنے مالک کے ذکر کو مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں کرتا اس کے لیے ایک مصیبت بن جاتا ہے۔

لك الويل هل من يقظة بعد رقدة
ألم يؤلم الأقوام طول سهاد

فيا ويح قومي والمصائب جمة
لقد لبست ثوب الهوان بلادي

بلاد بها سوق الخرافات رائجٌ
فلم يلق يوماً واحداً بكساد

(ترجمہ) تیری بربادی ہو (اے قوم) کیا گہری نیند کے بعد بیداری نہیں ہوگی کیا طویل بے خوابی نے قوموں کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ مجھے اپنی قوم پر بہت افسوس ہے مصائب و آلام بے حد و حساب ہیں۔ اور میرے وطن نے ذلت و خواری کا لباس پہن رکھا ہے۔ یہ وہ ملک ہے جس میں خرافات کا بازار پُر رونق ہے اور اس تجارت میں اسے کبھی نقصان نہیں اٹھانا پڑا۔

خالد محمد آل فرج

ایک اور مشہور شاعر خالد محمود ہیں جن کی نظم "شاعر الکویت معتز الشبیب" کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

معتزّ يا الكويت وبلبلها
هززت من النفس أوتارها

ولعقلت للمعالي [illegible]
فلكم [illegible] مانيك أزهارها

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أتاني شعرك مثل الحيا — لا غرو للنفس تذكارها

فيا صقر عطفاً على بائس — أتلك للنفس أسرارها

(ترجمہ) اے کویت کے معری اور بشار! تو نے ان اچھے شعروں کے ذریعہ دل کے تاروں کو چھیڑ دیا ہے۔ اگر مضامین کو اغانت سے تشبیہ دی جائے تو تیرے مضامین ان کے پھول ہوں گے۔ تیرے اشعار میرے پاس بطور زندگی پہنچے اور انہوں نے دل کے ساتھ اپنی دوستی کی تجدید کی۔ اے صقر! اس مصیبت زدہ پر نظر کرم ڈال جس نے تجھے دل کے اسرار و رموز سے آگاہ کر رکھا ہے۔

خالد الفرج نے شیخ عبدالعزیز الثعالبی کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

إني لأوثر إذ أراك باسماً — أن تنجلي عنا غيوم غياهب

واليأس أوغل في القلوب فلا ترى — منا سوى هم ووجه قاطب

أما الحقوق فلا تنال بحجة — إلا بحجة مدفع وقواضب

ومتى غدا الطلاب بها مستضعفاً — بسلاحه فالحق حق الغاصب

لا خير في بلد يشيب شبابه — لم يسمعوا بمدارس ومكاتب

(ترجمہ) جب میں تجھے ہنستے مسکراتے دیکھتا ہوں تو امیدوار رہتا ہوں کہ تاریک بادل ہم سے چھٹ جائیں گے۔ ناامیدی ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو گئی ہے۔ اس لیے تو ہمارے پاس صرف غم والم اور پژمردہ چہرے ہی دیکھے گا۔ حقوق کا حصول تو فقط توپ اور شمشیر براں ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے لیکن جب حقوق کے طالب کمزور و ناتواں ہو جائیں تو پھر حقوق پر غاصب کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ اس سرزمین میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس کے نوجوانوں پر بڑھاپا طاری ہو جائے اور جنہوں نے درس گاہوں کا نام بھی نہ سنا ہو۔

کویت کے ایک عظیم مصلح شیخ عبدالوہاب المزیانی کا انتقال ۱۳۴۲ھ میں بمبئی میں ہوا۔ خالد محمد نے ان کا مرثیہ لکھا جس کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں۔

لا تبعدن وإن نأى بك منهج — فالبعد في القلب الصديق تدانی

إن مت مبتعداً فذكرك خالد — متجدد بتجدد الأزمان

لكن بلاد الشرق إن رجالها — تجزى على أعمالها بهوان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

هطلت على ذاك الضريح برحمة ... مُزنُ المرضى وسحائب الغفران

(ترجمہ) اگرچہ تیری خواب گاہ بہت دُور ہے لیکن تو کبھی نہ بھلایا جائے! پاکیزہ دل کے لیے دُوری بھی قربت ہوتی ہے۔ اگرچہ تو ایک دُور دراز جگہ میں موت سے ہمکنار ہوا لیکن تیری یاد ہمیشہ باقی رہے گی اور ہر زمانے میں تازہ رہے گی لیکن مشرق کے ملکوں میں لوگوں کو ان کے بڑے کارناموں پر ذلت عطا کی جاتی ہے۔ اس کی قبر پہ اللہ کی رحمت وخوشنودی اور مغفرت کے بادل چھم چھم برسیں۔

حجی بن قاسم آل حجی

ان کی مشہور نظم "قوم سے خطاب" ہے جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

اقسمت یا شعب انّی ... لا اخلف الدهر عهدك

وعدتنی بنهوض ... فحقق الله وعدك

یا شعب قلبی کلیم ... قد کلمته اللیالی

یا شعب انّ شفائی ... امنیة من محال

خیر الانام همام ... یصون حق البلاد

مفکراً کلّ حین ... بنقضِ أسّ الفساد

(ترجمہ) اے قوم! تو نے قسم کھائی تھی کہ "میں کبھی تمہارے ساتھ کیے گئے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کروں گا"۔ تو نے مجھ سے تحریک وانقلاب کا وعدہ کیا تھا۔ خدا کرے، تو اپنے وعدے کو سچا کر دکھائے۔ اے قوم! میرا دل زخم خوردہ ہے۔ اسے زمانے نے زخم لگائے ہیں۔ اے قوم! ان زخموں سے میرا شفایاب ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ سب لوگوں سے بہتر وہ ہیرو ہوتا ہے جو اپنے وطن کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور ہر وقت فتنہ وفساد کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنے کی تدبیریں سوچتا رہتا ہے۔

النادی الأدبی کے اجلاس میں حجی نے کویتی نوجوانوں سے اس طرح خطاب کیا تھا۔

واِن سألوك عن مجدٍ تقضّى ... وعن حال الجدود الغابرینا

فقول انهم کانوا رجالاً ... الی العلیاء ظلّوا مسرعینا

یجیدون المسیر الی المعالی ... [illegible] فاً تزینا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فہل بالفعل انتم مقتدونا وانتم مثلہم جسماً وخلقاً

فبئس العیش عیش الجاھلینا فجدّوا فی المسیر لنیل علم

(ترجمہ) اگر لوگ تجھ سے گزشتہ مجد و شرف اور آباو اجداد کے بارے میں سوال کریں تو تو ان سے کہدے کہ وہ ایسے لوگ تھے جو بلندیوں تک پہنچنے میں جلدی کرتے تھے۔ بلندیوں کی طرف ان کا چلنا بڑا عمدہ تھا اور وہ قابل فخر کارناموں کے حصول میں کامیاب ہوتے تھے اور اب تم بھی تو خلقت اور جسم کے اعتبار سے انہی جیسے ہو لیکن تم عمل میں ان کی پیروی کیوں نہیں کرتے۔ حصول علم کے لیے تیز تیز قدم اٹھاؤ کیونکہ سب سے بری زندگی جاہلوں کی زندگی ہے۔

"زمانے سے خطاب" کے چند اشعار یہ ہیں۔

صحبتک یا زمان بشرط أن لا تعاکسنی بأمر من أموری

وأن ترنو الیّ بعین طوع کما یرنو الصغیر الی الکبیر

(ترجمہ) اے زمانے! میں نے صرف اس شرط پر تیرے ساتھ رہنا گوارا کیا تھا کہ تو کسی معاملے میں بھی میرے برعکس نہیں چلے گا (مخالفت نہیں کرے گا) اور تو میری طرف ایسی اطاعت گزار نظروں سے دیکھے گا جیسے ایک چھوٹا بچہ اپنے سے بزرگ تر کی طرف دیکھتا ہے۔

السید مساعد بن عبداللہ الرفاعی

یہ بھی ایک مشہور شاعر ہیں جن کی ایک غزل درج ذیل ہے۔

یا من شفاء سقامی شمّ ریّاھا ومن مدامی زلالٌ فی ثنایاھا

ومن ھی الشمس وجھاً والجبین لھا یحکی الھلال وعین العین عیناھا

اللہ یکلأ ھیفاء بلیت بھا عشقاً وعین آلہ العرش ترعاھا

النفس طالبةٌ وصل التی عشقت والعین راغبةٌ رؤیا محیاھا

(ترجمہ) اے وہ شخصیت کہ جس بُو کا سونگھنا میری بیماری (عشق) کے لیے باعث شفا ہے اور جس کے ہونٹوں کا میٹھا خوشگوار پانی میرے لیے شراب کی طرح ہے اور جس کا چہرہ آفتاب ہے اور جس کی پیشانی ماہتاب سے مشابہ ہے اور جس کی آنکھیں نیل گائے کی سی ہیں۔ اللہ اس تیلی کمر والی محبوبہ کا نگہبان ہو جس کی محبت میں مبتلا ہو گیا ہوں اور عرش کے معبود کی نگاہ اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی حفاظت کرتی رہے۔ میری روح اس کے وصل کی طالب ہے جس سے اسے محبت ہے اور میری آنکھ اس کے خوب صورت چہرے کو دیکھنے کی متمنی ہے۔

احمد بن خالد المشاری

کویت کے ایک مشہور شاعر احمد بن خالد ہیں جن کی بعض نظموں کے اشعار ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں

نوجوانوں سے خطاب

فتی العلم هذا موطن الكسب والأجر فشمّر ولا تكسل عن النصح والزجر
وداوِ حلوم الجهل في بلسم الحجا وايقظ نياماً حائرين من السكر
فتى العلم هل للعلم ثم مزية إذا ما انطوى بين الضمائر والصدر

(ترجمہ) اے صاحب علم نوجوان! یہ دنیا عمل اور بدلے کی جگہ ہے پس تو تیار اور آمادہ ہو جا اور برائی سے روکنے میں سستی نہ کر۔ اور جہالت کے زخموں کا علاج عقل کے مرہم میں ڈھونڈ اور نشہ میں مدہوش سونے والوں کو بیدار کر۔ اے صاحب علم نوجوان! کیا علم کی کوئی فضیلت رہ جاتی ہے جب کہ وہ سینے میں ہی مدفون رہے۔

غروب آفتاب کا منظر

مالت الشمس وقد حجبها حالك الغيم الى نحو المغيب
فبدت منه كحسناء غدت ترفع السجف لتوديع الحبيب

(ترجمہ) آفتاب مائل بہ غروب تھا اور اسے ایک سیاہ بادل نے ڈھانپ لیا اور پھر وہ بادل سے اس طرح نمودار ہوا جیسے کوئی حسینہ اپنے محبوب کو الوداع کہتے وقت چہرے سے پردہ اٹھا رہی ہو۔

انتظار

ما زلت ارقب من سماء علياكمو برقاً تألق ان يجود بمائه
والوعد من نحو الكريم كأنه برق يبشر بانسكاب حيائه

(ترجمہ) میں متواتر تمہاری بلندیوں کے آسمان سے ایک بجلی کا منتظر رہا ہوں، جو چمک رہی تھی کہ شاید وہ کھل کر برس بھی پڑے اور ایک صاحب جود و کرم انسان کا وعدہ گویا ایسی بجلی ہوتی ہے جو بادلوں کے چھم چھم برسنے کی خوشخبری دیتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایفائے عہد

لیس وعد الحر برقاً خلبا یولع النفس ولا یشفی الصدا

انت حر ثم الحجا اثبت لی کل حر منجز ما وعدا

(ترجمہ) آزاد طبع انسان کا وعدہ اس چمکدار بجلی کی طرح نہیں ہوتا جو دل کو لبھا لیتی ہے لیکن پیاس کو نہیں مٹاتی۔ تُو ایک آزاد مرد ہے اور عقل نے میرے سامنے یہ بات ثابت کر دکھائی ہے کہ ہر آزاد مرد جو وعدہ کرتا ہے۔ اُسے پورا کرتا ہے۔

عبدالعزیز الرشید

کویت کے اس علمی تذکرے کو ختم کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ یہاں کی ایک اور صاحب علم و فضل شخصیت مؤرخ کویت شیخ عبدالعزیز الرشید کا ذکر بھی کیا جائے۔ شیخ عبدالعزیز الرشید ۱۳۰۱ھ میں کویت میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم یہیں حاصل کیے پھر مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں الشیخ ابن عزوذ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ وہاں سے احساد کو منتقل ہو گئے۔

اس کے بعد استنبول اور مصر میں بھی رہے۔ انھوں نے ازہر کے اساتذہ سے بھی تحصیل علم کیا۔

کویت واپس آنے پر وہ مدرسہ مبارکیہ میں استاد مقرر کیے گئے اور ایک زبردست مقرر کی حیثیت سے شہرت پائی ۱۳۴۷ھ میں انھوں نے "الکویت" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا۔ وہ کافی عرصے کے لیے انڈونیشیا میں بھی مقیم رہے اور علمی و ادبی خدمات انجام دیتے رہے۔ شیخ عبدالعزیز الرشید بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے "تحذیر المسلمین" اور "المحاورۃ الاصلاحیۃ" خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان کی کتاب "تاریخ الکویت" اس عرب ریاست کے بارے میں وسیع معلومات کی حامل ہونے کی بنا پر ایک اہم ماخذ سمجھی جاتی ہے۔ اور وہ کویت کے مؤرخ اوّل کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ شیخ الرشید بہت اچھے شاعر بھی تھے انھوں نے کویت کے اہم تاریخی واقعات کے سلسلے میں بہت سے قصیدے لکھے۔ ان کی زندگی میں کویت میں پیش آنے والا شاید ہی کوئی ایسا علمی و ادبی یا سیاسی واقعہ ہو جسے انھوں نے اپنے شعروں میں ضبط نہ کر لیا ہو۔ وہ ہر موقعہ کی مناسبت سے فی البدیہہ شعر کہہ لیا کرتے تھے۔ کویت کے تقریباً تمام شعرا و ادبا اور اہل علم و فضل کے علاوہ حکمران خاندان سے بھی ان کے قریبی گہرے تعلقات تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نمونۂ کلام

يا شباب القوم هيّا — نبنِ للاوطان مجدا
انّ للاوطان حقّا — روحنا الارواح تفدى
ايها الشبّان جدّوا — حفظ اللّٰه المجدا
ودعوا النوم لقوم — يحسبون النوم سعدا
ايه جدّوا ثم هبّوا — للعلا جمعا وفردا
ثمّ سيروا للعلوم — واكسروا اغلالاً وقيدا
انّما الدين حياةٌ — رفضه يوجب طردا
والى الاخلاق فاسعوا — فبها تسمعون قصدا

(ترجمہ) اے نوجوانانِ قوم! آؤ وطن کے مجد و شرف کی بنیادیں استوار کریں۔ وطن کا ہم پر وہ حق ہے کہ اس کے مقابلے میں جانیں قربان کی جانی چاہئیں۔ اے نوجوانانِ قوم! خوب کوشش کرو اللہ تعالیٰ وطن کی عزت کی حفاظت کرے گا اور نیند کو ان لوگوں کے لیے چھوڑ دو جو اسے خوش بختی تصور کرتے ہیں۔ اٹھو اور عزم و ہمت سے کام لو۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر بلندی کی طرف بڑھو۔ علوم کے حصول کی طرف پیش قدمی کرو اور (جہالت کی) بیڑیوں کو توڑ ڈالو۔ دین زندگی ہے۔ اس کے ترک کرنے والے کو ٹھکرا دینا لازم ہے اور حسن اخلاق کے لیے پوری پوری تگ و دو کرو۔ اس طرح تم سیدھی راہ پہ چڑھ سکتے ہو۔

© rasailojaraid.com